www.KitaboSunnat.com

فقہ واجتہاد

ڈاکٹر نصیر احمد اختر☆

اہل الذمہ کے لئے ملکیتِ اراضی کے اُصول وضوابط

نظامِ اسلامی کی آفاقیت و وسعت کو دیکھا جائے تو جہاں وہ مسلم افراد کے لیے وسائل انتاج (پیداواری وسائل) کی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے، وہاں پر اپنے زیر سایہ بسنے والے غیر مسلم افراد کے لیے بھی وسائل انتاج کی انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے بلکہ اہل الذمہ کے مذہب وملت کی آزادی کو اس حد تک تسلیم کرتا ہے کہ ایک مسلمان تو اسلام کی حرام کردہ اشیاء کا مالک ہی نہیں بن سکتا لیکن اگر اسلام کی حرام کردہ کوئی شے غیر مسلم کے ہاں قابل انتفاع اور جائز ہے تو اسلام اپنے زیر سایہ بسنے والے غیر مسلموں کو ان اشیاء کی ملکیت کی اجازت بھی دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے ایک حکم صادر فرمایا کہ ”جزیہ کی وصولی میں شراب وخنزیر وصول نہ کیا جائے بلکہ اہل الذمہ ان اشیاء کو فروخت کرکے اس کی رقم جزیہ میں ادا کریں۔“(۱)

زیر نظر مقالہ میں اہل الذمہ کے لیے ملکیتِ اراضی کے اصول وقواعد بیان کرنا مقصود ہے کیونکہ اسلام ایک ذمی کو آزادیٔ ملکیت اسی طرح دیتا ہے جس طرح ایک مسلم فرد کا حق ملکیت تسلیم کرتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۱: اسلام کے غلبہ اور قبضہ کے وقت اگر وہاں کے باشندے حاکم وقت سے صلح کرلیں اور شرائطِ صلح میں یہ ہو کہ ان کی زمین ان کی ملکیت رہے گی اور حاکم وقت اس شرط کو تسلیم کرلے تو اس علاقہ کی زمین ان اہل الذمہ کی ملکیت ہی شمار ہوگی۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل بحرین سے صلح کی تھی کہ زمین کی ملکیت اُن کی رہے گی، البتہ وہ جب تک اپنے مذہب پر رہیں گے، جزیہ وخراج ادا کریں گے اور جو اسلام قبول کرے گا، اس سے خراج ختم ہوجائے گا اور وہ عشر ادا کرے گا۔

حضرت علاء الدین حضرمیؓ اسی پر عمل کیا کرتے تھے، بحرین کی وصولی کے متعلق ان کا ارشاد ہے:

”كنت أتى الحائط يكون بين الإخوة فيسلم احدهم فآخذ من المسلم العشر ومن الآخر الخراج“(۲)

”ایسا باغ کہ جو بھائیوں کے درمیان مشترک ہوتا، ان میں ایک مسلمان ہوتا۔ جب میں وصولی کے لیے آتا تو مسلمان سے عشر اور دوسرے سے خراج وصول کرتا“

☆ لیکچرر ...

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی ایک معاہدات خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں کہ آپ نے غیر مسلموں سے اس شرط پر صلح کی کہ زمین کی ملکیت اہل صلح کی رہے گی جیسا کہ اہل فدک سے جو معاہدہ ہوا، اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

" كان أهل الفدك أرسلوا إلى رسول الله ﷺ فبايعوه على أن لهم رقابهم وأراضيهم ونخلهم ولرسول الله ﷺ شطر أرضهم ونخلهم "(۳)

"اہل فدک نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک وفد بھیجا جس نے اس شرط پر آپ سے صلح کی کہ انہیں غلام نہیں بنایا جائے گا اور اُن کی زمینیں و باغات اُن کی ملکیت رہیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے آدھی زمین اور آدھے باغات ہوں گے۔"

اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اہل فدک کو جلاوطن کیا تو ان کے حصے کی زمینیں اور باغات خرید کیے جن کی مالیت ساٹھ ہزار درہم تھی۔(۴)

ایسا ہی ایک معاہدہ رسول اللہ ﷺ نے یہودِ وادی القریٰ سے بھی کیا تھا اور جب حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کیا تو ان کا حصہ بھی خرید لیا جس کی مالیت نوے ہزار درہم تھی۔(۵)

حضرت عمر بن خطابؓ کا ان زمینوں کی خریداری اور قیمت کی ادائیگی کرنا اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ یہ زمینیں اہل الذمہ کی ملکیت تھیں وگرنہ حضرت عمرؓ کبھی بھی ان زمینوں کی قیمت ادا نہ کرتے جیسا کہ خیبر کا علاقہ مسلمانوں کی ملکیت تھی تو یہودِ خیبر کو جلاوطن کرتے ہوئے انہیں کچھ بھی رقم ادا نہ کی گئی۔

لہٰذا اِن معاہدات کے تناظر میں یہ بات واضح ہوئی کہ صلح کے وقت اگر حاکم وقت اس شرط کو تسلیم کرلے کہ زمین کی ملکیت بدستور غیر مسلم کے پاس رہے گی تو یہ اہل الذمہ کی ملکیت کہلائے گی اور اس پر جملہ احکام اہل الذمہ نافذ العمل ہوں گے۔

قاعدہ نمبر ۲: ایک ذمی کسی مسلمان فرد سے اس کی مملوکہ زمین خرید لیتا ہے تو کیا اس خرید و فروخت سے وہ ذمی اس خرید کردہ زمین کا مالک ہوگا؟...... فقہِ اسلامی کے عظیم ذخیرہ پر نظر ڈالنے سے اس مذکورہ مسئلہ میں فقہاءِ امت کے دو نظریے سامنے آتے ہیں:

(الف) اہل الذمۃ کو مسلمانوں سے زمین خریدنے کا حق نہیں ہے۔

(ب) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ جب ایک غیر مسلم ایک مسلمان سے اس کی منقولہ اشیاء خریدنے کا حق رکھتا ہے تو اس طرح غیر منقولہ جائیداد بھی خرید و فروخت کے ذریعے مسلمان سے کسی ذمی کو منتقل ہو سکتی ہے اور وہ ذمی خرید کے بعد اس زمین کا مالک تصور ہوگا۔

پہلے نظریے رکھنے والوں کا خیال یہ ہے کہ اگر ایک مسلم کی زمین غیر مسلم کے ہاں چلی جائے تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا وظیفہ جو کہ عشر کی صورت میں تھا، ختم ہو جائے گا اور یہ غیر مسلم عشر و خراج میں سے کچھ بھی اَدا نہ کرے گا۔ عشر چونکہ ایک عبادت ہے جو غیر مسلم سے مطلوب نہیں اور خراج اس لیے کہ معاہدہ ذمہ میں اس کا ذکر نہیں کیونکہ اس وقت یہ زمین اس کی ملکیت میں نہ تھی۔ تو گویا یوں حق مسلمین (عشر و خراج) ضائع ہو گا لہذا اَہل الذمۃ مسلمانوں سے زمین کی خرید و فروخت نہیں کر سکتے۔

جیسا کہ ابن عباسؓ سے اہل الذمہ کے اموال کے متعلق سوال ہوا تو جواب دیا "العفو"...... یعنی ان سے صدقہ وصول نہ کیا جائے گا۔(٦)

حسنؒ بن صالح کا اس کے متعلق فتویٰ یہ ہے:

"إذا اشترى الذمي من أرض المسلمين فلا خراج عليه ولا العشر قياسا على بقية أموالهم كما لا تؤخذ الصدقة من بقية أموالهم فكذلك لا تؤخذ من أرضهم لأن الارض مالهم"(٧)

"اگر ذمی مسلمانوں کی زمین خرید لے تو اس پر نہ خراج ہے اور نہ عشر، ان کے دیگر اموال پر قیاس کرتے ہوئے۔ جب ان کے دیگر اموال سے صدقہ وصول نہیں کیا جاتا تو زمین سے بھی کچھ نہ لیا جائے گا، اس لئے کہ زمین ان کا مال ہے۔"

شریکؒ بن عبداللہ کا اس کے متعلق فتویٰ یہ ہے کہ:

"إن الذمي اذا أخذ الارض العشرية فلا عشر عليه ولاخراج قياسا على السوائم إذا اشتراها الذمي فلا شيئ عليه"(٨)

"ذمی اگر عشری زمین خرید لے تو اس پر نہ عشر ہے نہ خراج جس طرح مسلمان کے جانور خریدنے سے ذمی پر کچھ بھی محصول نہیں ہے۔"

اسی لیے امام مالکؒ بن انس اور امام احمد بن حنبلؒ اہل الذمہ کو مسلمانوں کی زمین خریدنے کی اجازت نہیں دیتے۔(٩)

البتہ دوسرے نظریہ کے حاملین یہ کہتے ہیں کہ خرید و فرخت اہل الذمہ کا بنیادی حق ہے لہٰذا انہیں اس سے منع تو نہیں کیا جا سکتا، البتہ یہ زمین پہلے عشری تھی یعنی اس کا مسلمان مالک ایک غیر مسلم ہے تو عشر تو وصول نہ ہو گا، البتہ اس سے خراج وصول ہو گا۔

جیسا کہ حضرت عمرؓ نے ایسی صورت میں خراجِ مضاعف (دوگنا خراج) کا حکم دیا۔(١٠)

حکمؒ بن عتبہ کندی نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ اگر ذمی مسلمان سے زمین خریدتا ہے تو اس سے خمس 1/5 وصول کیا جائے گا۔(١١)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد حذاء اور اسمٰعیل بن ابی مسلم ارضِ بصرہ سے جو اہل الذمہ کے پاس ہوتی، اُس سے خمس 1/5 وصول کرتے۔ خالد حذاء امیر بصرہ ہیں اور ارضِ بصرہ باجماع صحابہ عشری زمین ہے (۱۲)

اور یہی رائے مندرجہ ذیل فقہا کی بھی ہے:

ابن بشر، امام ابو حنیفہ، زفر، سفیان ثوری، عبید اللہ بن حسن، محمد بن حسن شیبانی، عبد اللہ بن مبارک، ابو یوسف قاضی، امام شافعی، اسحاق بن راہویہ اور امام احمد بن حنبل کی بھی ایک رائے یہی ہے۔ (۱۳) رحمهم الله تعالىٰ

دونوں نظریوں کے دلائل کی روشنی میں یہ بات زیادہ صحیح ہے کہ کسی ذمی کو کسی بھی پیداواری یونٹ کا مالک بننے سے نہیں روکا جاسکتا، الا یہ کہ شرائطِ معاہدہ میں کوئی ایسی شق ہو کہ اِن اِن اشیاء کے مالک نہیں بن سکتے تو اگر معاہدہ میں یہ شرط ہو کہ اہل الذمہ مسلمانوں سے زمین نہیں خرید سکتے تو معاہدہ کی روشنی میں یہ بیع باطل ہوگی جیسا کہ دورِ حاضر میں بعض ممالک کے قوانین میں یہ شامل ہے کہ کسی غیر ملکی کو زمین کی خریداری کا حق نہ ہوگا تو ایسے قوانین نافذ العمل ہوں گے اور ان کی پابندی لازمی ہے۔ کیونکہ تمام مسلمان جو شرائط طے کرلیں، ان کی پابندی ان پر لازم ہے الا یہ کہ کوئی ایسی شرط ہو جو کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام قرار دے۔ (۱۴)

قاعدہ نمبر ۳: اہل الذمہ میں سے کوئی فرد غیر آباد زمین کو آباد کرتا ہے تو کیا آبادکاری جو ملکیت زمین کا ایک سبب ہے، اس سے اہل الذمہ بھی زمین کے مالک بن سکتے ہیں؟

فقہاءِ سلف سے اس پر تین مختلف اقوال ہیں: ایک رائے تو ہے کہ اہل الذمہ آبادکاری سے مطلقاً زمین کے مالک نہیں بن سکتے قطع نظر کہ وہ زمین جزیرۃ العرب سے ہو یا کسی دوسرے علاقہ سے۔ یہ رائے امام شافعی، امام ابو حاتم الرازی، امام ابن حبان اور امام ابن حزم رحمهم الله کی ہے۔ (۱۵)

دوسری رائے: اگر آبادکاری (آبادی) کے قریب غیر آباد کو آباد کرلیں تو حق ملکیت ثابت نہ ہوگا البتہ دُور جنگل میں کوئی قطعہ آباد کرلے تو حق ملکیت ثابت ہوگا۔ اور یہ آبادکار ذمی اس قطعہ ارضی کا مالک بن جائے گا۔ یہ رائے قدیم مالکی ائمہ کی ہے۔ (۱۶)

تیسری رائے یہ ہے کہ جس طرح ایک مسلم کو آبادکاری سے حق ملکیت حاصل ہو جاتا ہے، اسی طرح ایک ذمی کو بھی یہ حق حاصل ہے اور وہ قطع نظر اس کے کہ آبادی کے قریب غیر آباد کو آباد کرے یا دُور جنگل میں البتہ جزیرۃ العرب میں سے اہل الذمہ کو آبادکاری کا حق نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے:

”لأخرجنّ اليهود والنصارىٰ من جزيرة العرب حتى لا أدع فيها إلا مسلما“

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”میں جزیرہ عرب سے یہود و نصاریٰ کو ضرور نکالوں گا، حتیٰ کہ مسلمان کے سوا کسی کو اس میں نہ رہنے دوں گا۔“(۱۷)

اسی حدیث کے پیش نظر حضرت عمرؓ بن خطاب نے اپنے دورِ خلافت میں یہودِ فدک، یہودِ وادی القریٰ و خیبر کو جلاوطن کر دیا تھا۔

وہ فقہا جو اہل الذمہ کو آبادکاری کے حق سے محروم رکھنا چاہتے ہیں، مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال واجتہاد کرتے ہیں۔ (ان کے ہاں چونکہ اہل الذمہ کو مطلقاً آبادکاری کا حق نہیں دیا گیا اور اگر آبادکاری کر بھی لیں تو اس کے مالک نہیں بن سکتے)...... قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾

”زبور میں ذکر کے بعد یہ مذکور ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے“(۱۸)

اس آیتِ کریمہ میں عباد اللّٰہ سے مراد مسلمان ہیں۔ ذمی بلاشبہ کفار ہیں لہٰذا وہ نہ تو وارث بن سکتے ہیں اور نہ آباد کرنے سے مالک بن سکتے ہیں...... امام ابن حزمؒ کا قول ہے:

”لا تكون الأرض بالاحياء الا المسلم اما الذمي فلا“(۱۹)

”آبادکاری سے صرف مسلمان ہی مالک بن سکتا ہے، ذمی نہیں“

یہ حضرات حدیثِ رسول اللہ سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے آبادکاری کو اجر و ثواب کا سبب بتایا ہے اور ذمی بوجہ کفر اجر و ثواب کا مستحق نہیں ہے لہٰذا آبادکاری سے کیونکر اسے ملکیت مل سکتی ہے...... حدیث کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

”من أحيا ارضاً ميتة فله أجره وما أكلت العافية فهو له صدقة“(۲۰)

”جو غیر آباد زمین کو آباد کرے، اُس کے لیے اس میں اجر ہے اور جو پرندے کھا جائیں، وہ اس کے لیے صدقہ ہے“

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بڑی دلیل ہے کہ مذکورہ حدیث میں آنحضرت ﷺ کے مخاطب صرف مسلمان ہی ہیں۔ اور ذمی کو یہ حق نہیں کہ وہ آبادکاری کرے کیونکہ 'صدقہ' تو صرف مسلمانوں کے لیے ہوتا ہے۔(۲۱)

امام بیہقیؒ نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے:

”لا يترك الذمي يحيها لأن الرسول جعلها لمن أحياها من المسلمين“(۲۲)

”ذمی کو آبادکاری کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ آنحضرت نے صرف مسلمانوں کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آباد کرنے سے حق ملکیت دیا ہے“

وہ فقہا جو اہل الذمہ کو آباد کاری کا حق دیتے ہیں اور ان کی رائے میں آباد کاری ملکیت کا ایک ذریعہ ہے اور دار الاسلام کا جو بھی باشندہ آبادکاری کرے گا، وہ اس آباد شدہ زمین کا مالک ہوگا...... مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کرتے ہیں:

(ا) آباد کاری جن نصوص سے ثابت ہے، وہ تمام کی تمام عام ہیں اور اس عموم کے ضمن میں دار الاسلام کے تمام باشندے مراد اور شامل ہیں اور اہل الذمہ دار الاسلام کے باسی شمار ہوتے ہیں۔ تمام مشروع وجائز طریقہ کار کو اپناتے ہوئے انہیں معاملات کی عام اجازت ہے اور وہ تمام معاملات جو مسلمانوں کے لیے مباح ہیں، اہل الذمہ کے لیے بھی مباح ہیں اور یوں اہل الاسلام واہل الذمہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں اہل الذمۃ کے لیے یہ شرط ضرور رہے گی کہ انہیں جزیرۃ العرب میں زمین کا حق ملکیت نہ دیا جائے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے صریحاً اس کی ممانعت فرمادی، ارشاد ہے:

لأخرجن اليهود والنصارىٰ من جزيرة العرب حتى لا أدع فيها إلا مسلما

”میں یہود ونصاریٰ کو یقیناً جزیرۃ العرب سے نکال دوں گا اور اس میں صرف مسلمان ہی رہیں گے“(۲۳)

بایں وجہ حضرت عمرؓ نے تمام یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے جلاوطن کر دیا تھا اور یہ اعلان فرمادیا کہ: "لا يجتمع في جزيرة العرب دينان "(۲۴)

”جزیرۃ العرب میں دو مذہب جمع نہیں ہو سکتے“

جزیرۃ العرب کے علاوہ باقی دار الاسلام میں جہاں بھی اہل الذمہ ہوں اور وہاں پر غیر آباد علاقہ ہو تو آباد کاری کی جملہ شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں آباد کاری کا حق ہوگا۔ ابن قدامہ مقدسی کا قول ہے:

”الذمي من أهل الدار فيملكها بالإحياء “(۲۵)

”ذمی دار الاسلام کا فرد ہے، آباد کاری سے مالک بن جائے گا“

ابن نجیمؒ کا قول ہے:

”يملك الذمي بالاحياء كالمسلم لأنهما لا يختلفان في سبب التملك“(۲۶)

”مسلمان کی طرح ذمی بھی آباد کاری سے مالک بن جائے گا کیونکہ ان کے اسبابِ ملکیت ایک ہیں“

اور یہی رائے راجح ہے کیونکہ یہ اسلام کے قواعدِ تشریعیہ کے موافق اور نصوص کے مفاہیم سے ہم آہنگ ہے۔ چونکہ اہل الذمہ حکومتِ وقت کو جزیہ ادا کر کے جان ومال کا تحفظ اور آزادیٔ کسبِ معاش کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاہدہ کرتے ہیں چنانچہ حدودِ معاہدہ میں رہتے ہوئے انہیں تمام مشروع طریقوں سے وسائل انتاج کا حق تملک حاصل ہوگا، الا یہ کہ معاہدہ میں یہ شرط ہو کہ اہل الذمہ غیر آباد علاقہ کو آباد نہ کریں گے اور اگر کریں گے بھی تو حق تملک نہ دیا جائے گا، صرف حق انتفاع ہوگا تو اس شرط کی وجہ سے وہ اس حق سے دستبردار ہوں گے۔ اگر معاہدہ میں کوئی ایسی شرط نہیں تو اسے حق آبادکاری سے محروم کرنا یقیناً عدل کے منافی ہے۔

۱۔السنن الکبریٰ ازابوبکراحمد بن حسینؒ بیہقی: ص۲۰۶،ج۹

۲۔المسند ازامام احمد بن حنبلؒ: ص۵۲،ج۵

۳۔کتاب الأموال ازابوعبید قاسمؒ بن سلام: ص۱۵

۴۔الأحکام السلطانیة ازماوردیؒ، علی بن محمد ص۱۷۰

۵۔السنن الکبریٰ از بیہقیؒ: ص۱۳۵،ج۱

۶۔کتاب الأموال ازابوعبید: ص۹۳

۷۔أحکام أھل الذمة از محمد بن ابی بکر ابن قیم جوزیؒ: ص۱۴۱،ج۱

۸۔المبسوط از محمد بن اسمٰعیل سرخسی: ص۶،ج۳

۹۔کتاب الأموال ازابوعبید: ص۹۲......احکام اہل الذمہ از ابن قیمؒ: ص۱۴۲،ج۱ ۱۰۔ ایضاً

۱۱۔کتاب الخراج از یحییٰ بن آدم قرشی: ص۳۰

۱۲۔الھدایة از علی بن ابی بکر مرغینانی، ص۱۵۷،ج۲

۱۳۔تفصیل کیلئے: کتاب الخراج ازابویوسف یعقوب بن ابراہیم: ص۱۲۱...... کتاب الخراج از یحییٰ بن آدم: ص۳۰

۱۴۔سنن ابو داود ازامام ابوداود سلیمان بن اشعث: ص۳۰۴،ج۳

۱۵۔کتاب الأم ازامام محمد بن ادریس شافعی: ص۱۴،ج۴

۱۶۔المنتقی من أخبار المسندة از عبداللہ بن علی ابن جارود: ص۲۹،ج۶

۱۷۔ کتاب الاموال ازابوعبید: ص۹۹

۱۸۔القرآن الکریم: ۲۱/۱۰۵

۱۹۔المحلّی بالآثار از علی بن احمد ابن حزم: ص۱۰۹،ج۹

۲۰۔سنن دارمی از عبداللہ بن عبدالرحمٰن داری: ص۲۶۷،ج۲

۲۱۔صحیح ابن حبان از محمد بن حبان: ص۳۲۰،ج۷

۲۲۔سنن الکبریٰ ازامام بیہقیؒ: ص۱۴۳،ج۶

۲۳۔ کتاب الاموال ازابوعبید ص۹۹ ۲۴۔ایضاً

۲۵۔الشرح الکبیر از عبدالرحمٰن بن محمد ابن قدامہ: ص۴۷۳،ج۳

۲۶۔ البحر الرائق از زین العابدین ابن نجیم: ص۲۳۹،ج۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ